پُرکیف عالمِ تصوّر کا مشاعرۂ جشن خلافت

اور

اصحابِ مسیح الزماںؑ کے عاشقانہ اشعار

دوست محمد شاہد مؤرّخ احمدیت

(صرف احمدی احباب کے لئے)

پُرکیف عالَمِ تصوّر کا مشاعرۂ جشن خلافت

اور

اصحاب مسیح الزماںؑ کے عاشقانہ

اشعار

دوست محمد شاہد مورّخ احمدیت

ناشر جمال الدین انجم

ادارہ **احمد اکیڈمی ربوہ**

حیات مارکیٹ گولبازار ربوہ

مطبوعہ لاہور آرٹ پریس 15 انارکلی لاہور

پُرکیف عالَمِ تصوّر کا مشاعرۂ جشن خلافت
اور اصحابِ مسیح الزماں کے عاشقانہ اشعار

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ربّ العالمین خدا کی ربوبیت بیشمار جہانوں پر محیط ہے جن میں عالمِ تخیل و تصوّر بھی ہے جو حسب استعداد باطنی طور پر ہر دل اور دماغ کو عطا کیا جاتا ہے اور جس کا نادر اور یگانہ روزگار شاہکار حضرت سیّدنا محمود مصلح موعود کی پُرمعارف تقاریر کا شہرہ عالم مرقّع ''سیر روحانی'' ہے جو القائے خاص یا وحیِ خفی کی برکت سے آپ کی زبان مبارک پر جاری ہوا۔ ایک اعتبار سے استعارہ، تشبیہ، کنایہ اور وارداتِ قلبی کو بھی عالم تخیل کی شاخیں سمجھنا چاہیے جن کی ان گنت مثالیں سلطان القلم مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے پُرمعارف کلامِ نظم و نثر میں موجود ہیں مثلاً ؎

اگر ہر بال ہو جائے سخن ور
تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

دل میں مرے یہی ہے تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

باغ مرجھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب شجر
میں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار

سو عرض ہے کہ مشاعرہ صد سالہ جشن خلافت کی تمثیلی روداد بھی طلسم خیال ہی کا کرشمہ

ہے جس کی بزم آرائی میرے نیرنگ خیال نے کی ہے اور اس دربارِ ادب کو تصوّراتی طور پر سجایا ہے۔

مقام مشاعرہ۔ ''قلعہ ٔ ہند''

عالمِ تخیّل کا یہ مشاعرہ ''قلعہ ٔ ہند'' میں ہوا جہاں امام الزماں مہدی دوراں کے الہام کے مطابق ''رسول اللہ پناہ گزین ہوئے''۔ مشاعرہ اُس سدا بہار گلستان میں ہوا جو بے شمار پھلوں اور پھولوں سے لدا ہوا ہے اور دبستان محمدؐ سے موسوم ہے اور بادشاہ خلافت کی مقدّس راہگزر ہونے کے باعث ظاہری آنکھ سے کہکشاں دکھلائی دیتا ہے۔ مشاعرہ میں تاجدارانِ سخن کا وہ مقدس گروہ شامل ہوا جو اصحابِ احمد تھے اور جن کو خود حضرت مسیح موعود نے یہ سرٹیفکیٹ عطا فرمائے۔

ا۔ ''میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ.... ایک ایک فرد ان میں بجائے ایک ایک نشان کے ہیں''۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۴۸)

۲۔ ان کی نیکی اور صلاحیت میں ترقی بھی ''ایک معجزہ ہے''۔

(الذکرالحکیم نمبر ا صفحہ ۱۶۔۱۷)

۳۔ ''وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں''۔ (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ ۳۱)

۴۔ ''اُن کے دل صدق وعرفاں سے لبریز اور خدا کی رضا جوئی سے معمور ہیں''۔

(ترجمہ حمامۃ البشریٰ طبع اوّل)

بھلا چودھویں صدی کے بعد آنے والے نبی کا مبارک چہرہ دیکھنے والے ان خوش نصیبوں سے بڑھ کر اور کون ہے جو افق احمدیت پر ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء سے جلوہ افروز خلافت کے چاند کی ضیاء پاشیوں کے انوار و برکات کا اندازہ کر سکے؟؟ بالخصوص اس لئے کہ وصالِ مسیح موعودؑ کا قیامت خیز منظر اور لاہور برانڈرتھ روڈ پر دشمنانِ احمدیت کا شورِ محشر اور فرضی

جنازہ اور ماتم انہوں نے بچشم خود مشاہدہ کیا اور پھر ''قدرت ثانیہ'' کے ذریعہ نازل ہونے والی بے شمار برکتوں کے چلتے پھرتے نشان بن گئے۔ وہی ہیں جنہوں نے نظام خلافت کی عظمت و برکت کو بصیرت کی آنکھ سے دیکھا۔

مشاعرہ کی پانچ نشستوں کا احوال

اس تمثیلی مشاعرہ کی کل پانچ نشستیں ہوئیں۔ مشاعرہ کا پنڈال چونکہ انوارِ خلافت کے روحانی فانوسوں، قمقموں اور قندیلوں کی روشنی سے جگمگا رہا تھا اس لئے کسی موقع پر روایتی شمع سامنے رکھے جانے کی نوبت نہیں آئی اور نہ مشاعرہ اس شعر کا مصداق بن سکا:

بشعر و سخن مجلس آراستند
نشستند و گفتند و برخاستند

اس کے برعکس مشاعرہ نے سامعین میں آفاقی نظامِ خلافت سے عقیدت میں بے پناہ اضافہ کیا۔ سبھی اساتذہ فن نے روحانیت کا ایسا سماں باندھ دیا کہ زبانیں درود شریف سے معطّر ہو گئیں اور فلک شگاف نعروں نے ان کے دلوں میں اطاعتِ خلافت کے جذبہ سے موجزن دریا بہا دیئے۔

پہلی نشست

مشاعرہ کا آغاز سورۃِ نور کی آیت استخلاف کی تلاوت سے ہوا۔ جس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک الفاظ میں اس کا یہ ترجمہ سنایا گیا:

''خدا نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے یہ وعدہ کیا ہے کہ البتہ انہیں زمین میں اسی طرح خلیفہ کرے گا جیسا کہ ان لوگوں کو کیا جو ان سے پہلے گذر گئے اور ان کے دین کو جو ان کے لئے پسند کیا ہے ثابت کر دے گا اور ان کے لئے خوف کے بعد امن کو بدل دے گا۔ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔''

(روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۲۴)

ازاں بعد خلفائے راشدین سے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے قصیدۂ عربیہ کے چند اشعار اس درجہ خوش الحانی سے پڑھے گئے کہ ناظرین پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ ملخّص ان کا اردو میں یہ تھا کہ خلفائے راشدین حزب اللہ اور دین کے محافظ تھے۔ میں حضرت ابوبکر صدّیقؓ کو نصف النہار کے سورج کی طرح پاتا ہوں اور آپ مصطفیٰ ﷺ کے ظلّ تھے اور آپ کی عظیم خدمات چودھویں کے چاندوں کی طرح درخشاں ہیں اور حضرت عمر فاروقؓ ہر فضیلت میں آپ کے مشابہ تھے آپ ہی کے عہد میں مصطفیٰ ﷺ کے شاہسواروں کے گھوڑوں نے عیسائی ممالک کی غبار اڑادی اور لشکر دیں نے قیصر و کسریٰ کی شوکت کو پاش پاش کر دیا۔ (''سرّ الخلافہ'')

عربی قصیدہ نے فضا میں زبردست ارتعاش پیدا کر دیا۔ پورا ماحول خلفاء راشدین پر درود شریف سے معطّر ہو گیا اور پنڈال حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ شیر خدا زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ ایسا سماں پہلے چشم فلک

نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ اسی مسحور کن فضا میں سٹیج سے میر مجلس کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ شعر و سخن کی مبارک محفل کا آغاز ہوتا ہے ہر کلام معجز نظام کو نہایت ادب اور گوش دل سے سماعت فرمائیے۔

انتظامِ جماعت نَبوی
نام اس کام کا خلافت ہے
جو جماعت کہ ہو فنا فی الشیخ
در حقیقت وہی جماعت ہے

(بخارِ دل)

حضرت سیّد میر ناصر نواب صاحب دہلوی

(نبیرہ حضرت خواجہ میر دردؒ۔ موعود اقوامِ عالم مرسل ربّانی کے خسر اور حضرت سیّدہ نصرت جہاں کے پاک باطن اور عالی پایہ والد معظّم، جنہیں تین سو تیرہ اصحاب میں شمولیت کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ نمبر ۲۵ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۱)

وہ خلیفہ مجھ کو بخشا جس کی سیرت نیک ہے
جو اشاعت دین کی کرتا ہے ہم میں دائما

حامیٔ سنّت ہے جو اور حافظ قرآں ہے
حاجیٔ حرمین ہے امت کا جو ہے رہنما

عابد و زاہد ہے ہم میں ہے مگر ہم سا نہیں
ہم میں دنیا کی ملونی اس میں ہے نور و ضیا

ناصرِ بیکس کی ہے یارب یہی تجھ سے دُعا
آجکل بیمار ہے وہ اس کو دے جلدی شفا

رحم کرتا ہے وہ سب پر تو بھی اس پر رحم کر
وہ دوا کرتا ہے لوگوں کی تو کر اس کی دوا

وہ کرم کرتا ہے خلقت پر تو کر اس پر کرم
کیونکہ ہے تو سب سے بڑھ کر باحیا و باوفا

دشمنانِ دین کو ہم پر نہ کرنا خندہ زن
مستعد ہیں حملہ کرنے کے لئے جو بے حیا

(''حیات ناصر'' صفحہ ۹۶ مرتّبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی اشاعت قادیان دسمبر ۱۹۲۷ء)

حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب گولیکی

(سال بیعت ۱۸۹۷ء۔ معاون خصوصی اخبار ''بدر'' قادیان بزمانہ مسیح موعودؑ وخلافت اولیٰ۔ آپ کا دیوان ''نغمہ اکمل'' کے نام سے شائع شدہ ہے۔ پہلی فقہ احمدیہ بنام ''سنّت احمدیہ'' آپ ہی کے قلم سے نکلی جس پر حضرت خلیفہ اوّل نے یہ رائے تحریر فرمائی کہ ''کتاب ہر ایک پہلو سے مجھے پسند ہے۔ جزی اللہ المصنّف آمین''۔ تاریخ اشاعت اپریل ۱۹۱۰)

بڑا قدیر ہے پَروردگارِ نور الدین
بنایا قبلۂ عالم دیارِ نور الدین

جو دیکھنا ہو کسی نے صحابہ کیسے تھے
وہ آکے دیکھ لے لیل ونہارِ نور الدین

یہ انقطاع و تبتّل پھر اس زمانہ میں
ہے خاص حصّۂ بااختیارِ نور الدین

ہر ایک کام میں سُنّت کا متّبع رہنا
یہی شعار یہی ہے دثارِ نور الدین

بوقتِ عصر جو مسجد میں درس ہوتا ہے
دکھائی دیتی ہے کیسی بہارِ نور الدین

سُپرد اُمّتِ احمد کی دید بانی ہوئی
جنابِ حق میں ہی یہ اعتبارِ نور الدین

وہ صدق میں ہے ابوبکرؓ فرق میں ہے عمرؓ
دلائے یادِ علیؓ ذوالفقارِ نور الدین

جو توڑتی سرِ اعدا کو ہے دلائل سے
منا کے چھوڑتی ہے افتخارِ نور الدین

غنا میں جامع قرآن کی شان ہی پیدا
خدا کے آگے ہی صرف انکسارِ نور الدین

ہے چشم فیض کا جاری برحمتِ باری
بجھائے تشنگیاں آبشارِ نور الدین

مسیحِ وقت کی خدمت کا یہ نتیجہ ہے
کہ خاص وعام کا مرجع ہے دارِ نور الدین

(''نغمۂ اکمل''صفحہ ۹۷۔ناشر مکتبہ یادگار اکمل ربوہ۔۲۷ستمبر ۱۹۶۷ء)

حضرت ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر بی اے

(حضرت ماسٹر علی محمد صاحب بی اے بی ٹی ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے شاگرد دنیا بھر میں موجود ہیں۔حضرت گوہر آپ کے بھائی تھے جنہوں نے آپ کے ساتھ ۱۹۰۵ء میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔وصال مسیح موعودؑ کے وقت چنیوٹ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔''تحفہ ہندو یورپ'' آپ کی مشہور تالیف ہے۔

یہ پہلی نظم ہے جو دربارِ خلافت ثانیہ کے حضور پڑھی گئی)

دعائیں سُن لیں ہماری خدائے قادر نے
یہ کیسا فضل کیا اک جری کو بھیج دیا

جو نور دیں ہوا اوجھل ہماری آنکھوں سے
تو اِک آن میں نورِ نبی کو بھیج دیا

بچا لیا ہمیں گرنے سے چاہِ ظلمت میں
کہ خودبخود ہی امام تقی کو بھیج دیا

سمجھ نہ سکتے تھے کیا ہو گیا ایسی حالت میں
خدا نے وقت پہ کیسے زکی کو بھیج دیا

بشیر ثانی و محمود ہے وہ فضل عمر
وہ بہتریں تھا ۔ خدا نے اُسی کو بھیج دیا

رہی نہ باقی دلوں میں شکوک کی ظلمت
جب آسماں سے وحی خفی کو بھیج دیا

کوئی تو ہونا تھا آخر خلیفۂ ثانی
یہ اعتراض ہی کیا ہے؟ کسی کو بھیج دیا

فسردگی ہوئی کافور بیتِ احمد سے
جلا کے شمع ہُدیٰ روشنی کو بھیج دیا

دعا کرتا ہے گوہر تیرے لئے محمود
جہاں میں پُھولو پھلو ہووے عاقبت مسعود

(الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۳)

حضرت مولانا الحاج محمد دلپذیر صاحب بھیروی

(سالِ بیعت مئی ۱۹۰۸ء۔پنجابی میں برّصغیر کے بے مثال شاعر و مفسّر جن کی قادر الکلامی کا سکّہ چوٹی کے ادبی حلقوں پر آج تک جاری ہے)

دریغا نور از روئے زمیں رفت
جہاں تاریک شد چوں نور دیں رفت

سیہ شبگوں شدہ تصویرِ عالم
چراغِ دینِ ختم المرسلیں رفت

مکمّل نور بود از ہر کمالے
من الکملاءِ اکمل کاملیں رفت

حکیم و حاجی الحرمین و حافظ
بعشقِ پاک قرآنِ متیں رفت

چہار معمور بود از نورِ قرآں
بریں زاد و بریں بود و بریں رفت

پُر از انوارِ عرفانِ الٰہی
مجسّم نورِ شمس العارفیں رفت

خلیق و محسن و فیّاضِ عالم
بہر خوبی امام المسلمیں رفت

شفیقِ عاجزان و بیکساں را
انیس و ہم جلیس و ہم نشیں رفت

دلم مجروح از زخمِ فراقش
طبیبِ حاذقِ دنیا و دیں رفت

چہ گویم وصف آں مرحوم و مغفور
یکے مقبول رب العالمین رفت

بصورت آدمی سیرت فرشتہ
چنین آمد بدنیا ہم چنیں رفت

بکارِ خویش منصور و مظفر
ازیں عالم بحال بہتریں رفت

نشانے از نشانات مسیحا
خلیفہ اوّل وہم جانشیں رفت

خلافت یافتہ محمود و مسعود
بشیر آمد چو نورِ اوّلیں رفت

ز فضلِ خویش حق مارا عمر داد
چوں صدّیق امیر المومنیں رفت

مُبارکباد ایں دورِ خلافت
کہ صیتِ شوکتش اندر زمیں رفت

فیضِ مہدی از محمود یا بیم
کہ آمیں بر لبِ روح الامیں رفت

(الفضل ۲۹اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۲۰)

حضرت حافظ صوفی تصوّر حسین صاحب اویس

(بریلوی مہاجر قادیان۔غضب کے پُرگوشاعر تھے۔آپ کی طویل نظموں پر بھی سلسلہ احمدیہ سے فدائیت کا رنگ غالب تھا اور مذہب کی گہری چھاپ تھی۔
وفات ۱۲ اپریل ۱۹۲۷ء بعمر ۷۰ سال)

حق ادھر ہے جس طرف یہ مہدی معہود ہے
حق نے برکت ڈالی ہے اس کی زباں میں بیشتر

جانشیں اس کا جو ہے بیشک ہے راہ راست پر
متبع اس کا ہے آفت سے اماں میں بیشتر

سایۂ رحمت اس پر خوش سپر محمود ہے
حامیِ دیں حق کے لُطفِ بیکراں میں بیشتر

ہے خدا اس کا معلّم وہ خدا کا دوست ہے
ہے نصیبہ اُس کا فیضِ آسماں میں بیشتر

اس کے دل میں تڑپ اسلام کی تائید کی
قربِ حق میں سب سے وہ ہمرہاں میں بیشتر

چاہیئے ہر مُومن اس کے ہاتھ پر بیعت کرے
ورنہ ہو گا وہ گروہِ گمراہاں میں بیشتر

جو بُرا اُس کو کہے گا وہ بُرا ہو جائیگا
آگ لگ جائے گی اس کی بدزباں میں بیشتر

کیوں نہ ہم پیرو ہوں اُس کے جان اور دل سے اویس
مرتبہ میں ہے جو سب سے اس زماں میں بیشتر

(الفضل ۲ مئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۲)

حضرت منشی نعمت اللہ خاں صاحب انوؔر بدایونی

(مہاجر قادیان۔آپ پہلے مضطرؔ تخلص رکھتے تھے۔حضرت خلیفہ اوّل کے منشاء مبارک کے مطابق اسے ترک کر کے انوؔر کہلانے لگے۔حضرت صوفی تصوّر حسین صاحب اور آپ کو

یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے مرکز احمدیت قادیان میں برپا ہونے والی اس پہلی بزم مشاعرہ میں اپنا کلام سنایا جس میں صدر حضرت سیدنا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل تھے۔ یہ تاریخی مشاعرہ ۲۳ نومبر ۱۹۱۱ء کی صبح کو مدرسہ تعلیم الاسلام کے صحن میں ہوا۔ حاضرین کئی سو تھے۔ مشاعرہ کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے تشریف لانے پر ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے ارشاد پر اکبر شاہ خاں نجیب آبادی (مؤلف ''تاریخ اسلام'' وفات مئی ۱۹۳۸ء) حسب پروگرام نام پکارتے تھے۔ دس شعراء نے سامعین کو اپنے کلام سے محظوظ کیا۔ مشاعرہ کی دلچسپ اور مفصل روداد اخبار ''بدر'' ۷ دسمبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳ تا ۶ میں شائع شدہ اور پڑھنے کے لائق ہے۔)

ہمارا پیشوا رہبر ہمارا ۔۔۔ سراپا راستبازی کا نشاں ہے
امیر المومنیں محمود احمد ۔۔۔ اولو العزمی میں یکتائے زماں ہے
خدا رکھے اسے دائم سلامت ۔۔۔ ہمارا پیر اب یہ نوجواں ہے
اسی کے سر پہ ہے تاجِ خلافت ۔۔۔ اُسی کے ہاتھ ہم سب کی عناں ہے
یہی ہے راستبازوں کا شہنشاہ ۔۔۔ جو دل پر مومنوں کے حکمراں ہے
یہی مخزن ہے علمِ معرفت کا ۔۔۔ یہی کانِ حقیقت بے گماں ہے
لٹاتا ہے خزانہ معرفت کا ۔۔۔ سخاوت اس کے چہرے سے عیاں ہے
اسے حق نے دیا جو علمِ قرآں ۔۔۔ عیاں ہے وہ نہ محتاجِ بیاں ہے
ہمیں یہ کھول کر سمجھا رہا ہے ۔۔۔ کہ اس میں سود ہے اس میں زیاں ہے
سنو اے دوستو اک بات میری ۔۔۔ اگر پاسِ مسیحائے زماں ہے
کیا ہے دین کو تم نے مقدّم ۔۔۔ تمہارے دوش پر بارِ گراں ہے
کہا ہے جو اُسے کر کے دکھاؤ ۔۔۔ کہ قولِ صادقاں ہمراہ جاں ہے
کرو قربانیاں تم راہِ دیں میں ۔۔۔ ترقی اب اسی میں ہم عناں ہے
اُٹھو اور اُٹھ کے دُنیا کو دکھادو ۔۔۔ کہ خادم دین کا ہم سا کہاں ہے
کرو تم مال و زر سے اس کی امداد ۔۔۔ تمہاری قوم زار و ناتواں ہے
خدا ہرگز نہیں محتاج لیکن ۔۔۔ تمہارا امتحاں ہے امتحاں ہے

خدا کے فضل کے بن جاؤ وارث　　اگر شوقِ حیاتِ جاوداں ہے
خدا کو اس طرح راضی کرو تم　　فرشتے بھی پُکار اُٹھیں کہ ہاں ہے

(الفضل ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۸)

حضرت محمد نواب خاں صاحب ثاقبؔ مالیرکوٹلوی میرزا خانی

(تحریک احمدیت کے نہایت باکمال سخنور اور صاحب طرز شاعر۔ جن کا کلام الحکم، البدر اور بدر کی زینت ہے۔ حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کی زیر قیادت سات مخلصین مالیرکوٹلہ کا ایک قدّوسی وفد ۱۴ نومبر ۱۹۰۱ء کو زیارت مسیح موعودؑ کے لئے قادیان پہنچا (الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۳)۔ یہ وفد ۴ دسمبر ۱۹۰۱ء تک اپنے مقدّس امامِ ہمام کی بابرکت مجالس سے فیض یاب ہوتا رہا۔ اس وفد میں حضرتِ ثاقبؔ بھی تھے جیسا کہ حضرت نواب محمد علی خاں صاحب نے اپنی ڈائری میں بھی ریکارڈ کر دیا ہے۔

("حضرت نواب محمد علی خاں" صفحہ ۹۰ طبع دوم۔ مطبوعہ ۱۹۹۹ء)

ایک طویل مسدّس کے منتخب اشعار جو جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء میں آپ نے پڑھی۔

اے مسیحا کے خلیفہ پیارے مرزا کے رشید
مہدیٔ صاحبقراں موعود عیسٰی کے رشید

والا نشاں کے نام لیوا کے رشید
میرے آقا کے رشید میرے مولا کے رشید

رنگ سلطان القلم ہے آپ کی تحریر میں
ہے اک اعجازِ مسیحا آپ کی تقریر میں

آپ کے چہرہ سے ہے نجمِ سعادت آشکار
آپ کے رُوئے مبارک سے نجابت آشکار

خال و خط سے آپ کے نقشِ ولایت آشکار
تیوروں سے آپ کے نورِ نبوت آشکار

آپ کی آنکھوں کو حق بینی کا آئینہ کہیں
سینہء صافی کو زیبا ہے کہ بے کینہ کہیں

موجزن ہے آپ کے سینہ میں دریائے علوم
آپ کے دل میں نہاں لولوئے لالائے علوم

آپ دارائے معانی اور دانائے علوم
آپ ہیں عرفانِ حق کے درس فرمائے علوم

آپ نے دیکھی ہیں آنکھیں پیارے نور الدین کی
پائی ہے تعلیم اُن سے دنیا کے آئین کی

مرنے والا جانتا تھا علمِ قرآں کے رموز
ان کو ازبر تھے کلامِ پاک سبحاں کے رموز

دل میں کرنے والے گھر وہ خطِ جاناں کے رموز
آہ وہ دیں کے اشارات اور ایماں کے رموز

اُن کی میراث آگئی ہے آپ کی تقسیم میں
یہ وہی گنجِ نہاں ہے آپ کی تعلیم میں

نورِ دیں بھی آپ ہیں نورِ نبی بھی آپ ہیں
ایسے نازک وقت میں مردِ جری بھی آپ ہیں

الممعی و لوذعی و منتہی بھی آپ ہیں
آپ ہیں حق کے ولی مردِ سخی بھی آپ ہیں

آپ ہیں وہ جن کی آمد کی دُعا کرتے تھے ہم
بھیج دے ہاں بھیج دے کی التجا کرتے تھے ہم

آپ نے شیرازۂ وحدت میں باندھا قوم کو
کر دیا اپنی اخوّت میں اکٹھا قوم کو

آپ نے وحدت سکھائی اور ایکا قوم کو
پھر وہی لذّت ملی، تھا جس کا چسکا قوم کو

یہ ہے وہ نورِ خلافت تھا جو نور الدین میں
تھی یہی تمکین و شوکت مردِ باتمکین میں

اللہ اللہ اُس بڑھاپے میں وہ طاقت اور زور
لوحش اللہ ایسی پیری میں وہ قوت اور زور

یہ توکل کی بات ہے وہ اس کی شوکت اور زور
ہم نے خود دیکھا ہے، تھی جو اس میں سطوت اور زور

کوئی اُٹھتا تو بٹھا دیتا اُسے تادیب سے
روٹھتا بھی تو منا لیتا تھا اک ترکیب سے

الغرض تھا ایک ہادی اور رہبر قوم کا
قافلہ سالار اک سالارِ لشکر قوم کا

ایک تھا سردارِ قوم اور ایک سرور قوم کا
ایک ہی تھا زینتِ محراب و منبر قوم کا

اُس کو کہتے تھے مسیحا کا خلیفہ ہے یہی
جانشینِ مہدی و موعود عیسیٰ ہے یہی

مدّتوں تک ہم رہے اس کی خلافت کے تلے
اس کی حکمت کے تلے ۔ اس کی حکومت کے تلے

اُس کی ہمت کے تلے ۔اس کی حمایت کے تلے
چھ برس تک اس کے ظلِّ عدل و رأفت کے تلے

اس کے آگے کر دیا ہم نے سرِ تسلیم خم
ہے پتہ کی بات اس کے سامنے مارا نہ دم

تھا خدا کا ہاتھ ہی تھا جو ہمارے ہاتھ پر
عہد تھا جس نے لیا ہم سے خدا کی بات پر

اک حکومت تھی ہمارے طور پر عادات پر
جس کا قابو تھا ہمارے نفس کے جذبات پر

توڑ دی بیعت تو پھر بیعت کئے آخر بنی
تھی مصیبت جو ہماری جان اور دم پر بنی

مختصر یہ ہے کہ بیعت کر کے ہم زندہ ہوئے جو
پریشاں پھر رہے تھے آخرش یکجا ہوئے

رشتۂ وحدت میں آئے اور کیا سے کیا ہوئے
عیسیٰؑ احمد میں مِٹ مِٹ کر دمِ عیسیٰ ہوئے

زندہ کر لینا ہمیں مُردوں کا آساں ہو گیا
اکمہ و ابرص کے دُکھ کا ہم سے درماں ہو گیا

یہ جو کچھ حاصل ہوا وحدت کی برکت سے ہوا
نورِ دیں کے فیض سے اور اسکی صحبت سے ہوا

یہ جماعت سے ہوا اور احمدیت سے ہوا
کہہ بھی دو کیا دیر ہے سب کچھ یہ بیعت سے ہوا

الوصیت کا معمّہ نورِ دیں حل کر گئے
جو وصیت اپنے جیتے جی مکمل کر گئے

(الفضل ۵ جنوری ۱۹۱۵ء صفحہ ۴)

دوسری نشست

حضرت حافظ سیّد مختار احمد شاہ صاحب مختارؔ شاہجہانپوری

(تلمیذ خاص حضرت امیر مینائی لکھنوی۔ بیعت ۱۸۹۲ء۔ ۱۹۰۵ء میں جماعت احمدیہ شاہجہانپور کے سیکرٹری تبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر کا چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا تھے۔ چوٹی کے اکابر علماء احمدیت آپ سے فیضیاب ہوئے مثلاً خالدِ احمدیت مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ، مولانا غلام احمد صاحب فاضل بدوملہوی۔ یہ نظم بھی خلافت ثانیہ کے پہلے بابرکت جلسہ سالانہ قادیان دسمبر ۱۹۱۴ء میں پڑھی گئی تھی)

بڑا آج فضلِ خدا ہو رہا ہے
کہ حاصل مرا مدّعا ہو رہا ہے

اِدھر احمدی ہیں اُدھر احمدی ہیں
اولوالعزم جلوہ نما ہو رہا ہے

ستاروں میں جس طرح ہو ماہ روشن
یہ رنگ آج صلِّ علیٰ ہو رہا ہے

یہ انبوہِ خلقت یہ جوشِ عقیدت
نہایت ہی راحت فزا ہو رہا ہے

مزے سے مزے لوٹتی ہیں نگاہیں
کہ منظر بہت خوشنما ہو رہا ہے

اُٹھیں کیوں نہ رہ رہ کے دل میں امنگیں
تماشائے شانِ خدا ہو رہا ہے

ہے ایک ایک محمود احمد کا شیدا
جسے دیکھتا ہوں فدا ہو رہا ہے
پھرے ہیں نہ عہدِ وفا سے پھریں گے
یہی تذکرہ جا بجا ہو رہا ہے
سوا اس کے ہے اور کچھ جس کے دل میں
وہ پابندِ حرص و ہوا ہو رہا ہے
کوئی جاکے کہہ دے اُس خود نما سے
جو اپنی ادا پر فدا ہو رہا ہے
کہیں منہ کی پھوکوں سے بُجھتا ہے سورج
ارے میرے دانا یہ کیا ہو رہا ہے
کدھر آج تیرِ ستم چل رہے ہیں
کدھر وار تیغِ جفا ہو رہا ہے
جو ہونا تھا بالقصد اسکو بھلایا
جو بھولے سے ہونا نہ تھا ہو رہا ہے
جو جائز نہ تھا ہو گیا آج جائز
جو تھا ناروا وہ روا ہو رہا ہے
وہ محمود احمد جو ہے ابن مہدی
اسی پر ستم برملا ہو رہا ہے
وہ کس کو سنائیں وہ کیونکر دکھائیں
جو حالِ دلِ مبتلا ہو رہا ہے
نتیجہ یہ غیروں سے ملنے کا نکلا
کہ بھائی سے بھائی جدا ہو رہا ہے

بلاتے ہیں کس واسطے اب وہ ہم کو
مگر ان کو کچھ وہم سا ہو رہا ہے

ہوئی ہے نہ ہو گی امید ان کی پوری
کہ اب ان کا راز آئینہ ہو رہا ہے

بس اب امن اسی میں ہے مختارؔ احمد
اُسے چھوڑ دو جو جدا ہو رہا ہے

(الفضل ۱۶ فروری ۱۹۱۵ء صفحہ ۵)

حضرت چوہدری محمد علی خاں صاحب اشرفؔ ہوشیار پوری

(بیعت ۱۹۰۳ء۔ حضرت فضل عمر کے کلاس فیلو ہونے کا اعزاز رکھتے تھے۔ سالہا سال تک ملک کے مختلف سکولوں کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ اخبار ''بدر'' قادیان میں بحیثیت مینیجر خوش اسلوبی سے دینی خدمات انجام دیں۔ سرکاری ملازمت کے دوران شہنشاہ ہند، مہاراجہ جموں وکشمیر اور کئی امراء اور رُؤساء سے اپنی پُر جوش نظموں پر داد وصول کی اور انعام پایا۔ ہجرت ۱۹۴۷ء کے بعد چنیوٹ میں قیام فرما ہو گئے تھے۔)

ہمارا خلیفہ ہے محمود نامی
کہ شاہی سے بہتر ہے جس کی غلامی

وہ تختِ مسیحا کا وارث بنا ہے
بنے ہیں یہ لعنت کے وارث پیامی

نہیں ہیں مریدی میں پنجابِ وہندی
ہیں اسکی غلامی میں رومی و شامی

ہزاروں جماعت میں اسکی ہیں زاہد
ہیں اسکی غلامی میں صدہا ہی جامی

یہ برساتی کیڑے پیامی مریں گے
مگر سلسلہ ہے ہمارا دوامی

عدو کی نہ کچھ پیش جائیگی ہر گز
خدا اپنے پیاروں کا بنتا ہے حامی

مریدانِ محمود جاں بیچتے ہیں
مگر جو پیامی ہیں سارے ہیں دامی

جو دشمن تھے اپنے ہوئے غرق سارے
ہمیں آج حاصل ہوئی شاد کامی

جو بیعت میں محمود کی ہوگا اشرفؔ
ملے گی اسی کو مگر نیک نامی

(''دیوانِ اشرف'' صفحہ ۱۳۸ مطبوعہ ۱۹۵۲)

حضرت قاسم علی خاں صاحب رامپوری

(عہدِ حضرت مسیح الزماں کے مشہور و معروف اور صاحبِ طرز شاعر)

شکرِ خدائے کن فکاں پروردگارِ قادیان
پھر آئی فصلِ گلستاں ۔ لائی بہارِ قادیان

ہے لیلۃ القدر اسکی شب۔ دن چشمِ خورشیدِ طرب
روشن ہیں کیا آیات ربِ لیل و نہار قادیان

شادابی باغِ جہاں رونق دہِ ہر بوستاں
وہ جاں فزا روح ورداں ہے گلعذارِ قادیان

راحت طلب نازک بدن گلہائے گلزارِ چمن
ہیں مائلِ رنج ومحن ۔ دل میں ہے خارِ قادیان

خوبانِ عالم یک طرف ۔یہ ابنِ مریم یک طرف
محمود اعظم یک طرف عالی تبار قادیان

ہر رنگ رنگِ مصطفیٰ، ہر شان شانِ اصطفی
ہر سو ہے غُل صلّیِ علیٰ دیکھو نگارِ قادیان

(''تحفہ قادیان''صفحہ ۵ ناشر مولوی محمد عنایت اللہ بدوملہوی، نصیر بک ایجنسی اشاعت دسمبر ۱۹۱۹ء)

حضرت حکیم ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائلپوری (غلّہ منڈی)

میر مجلس نے حاضرین کو بتایا کہ قبل اس کے کہ میں حضرت ڈاکٹر صاحب کو دعوت کلام دوں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ وہ خوش نصیب رفیق ہیں جنہوں نے ۱۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دربار میں پڑھی جانے والی آخری نظم سنائی۔ مطلع اس تاریخی نظم کا تھا۔

یا ربّ قادیاں میں میرا مزار ہووے
اور میرا ذرّہ ذرّہ اس پر نثار ہووے

(الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۸)

اب نظامِ خلافت سے متعلق حضرت ڈاکٹر صاحب کی نظم سنئے:

وصیت ہے مسیحا کی ، رہو تم ایک جاں ہو کر
اگر روٹھے کوئی اسکو منا لو مہرباں ہو کر

یہی پہلا سبق ہے ۔ اور یہی تعلیمِ احمد ہے
رہیں سب احمدی آپس میں یکدل یک زباں ہوکر

انہیں کیا ہو گیا کیوں قادیاں کو چھوڑ بیٹھے ہیں
امنگیں دل کی دل میں ہی رہیں اُن کی عیاں ہوکر
نبی لکھ کر نبی سے آج جو انکار کرتے ہیں
خلافت کے عدو وہ بن گئے ہیں مہرباں ہوکر
مرے نالوں سے مرغانِ چمن فریاد کرتے ہیں
جواُن کے درد میں میں کر رہا ہوں نیم جاں ہوکر
الگ جو بھیڑ ہوتی ہے وہ اکثر بھیڑیوں کی ہے
یقیناً ایک دن اڑ جائے گی وہ دھجیاں ہو کر
یہ کیسے مولوی ہیں گالیوں پر جو اُتر آئے
یہ کیوں تہذیب سے عاری رہے پیرِ مغاں ہوکر
مقابل شیر کے آنا نہیں زیبا روباہ کو
عجب نادان ہیں اِترا رہے ہیں ناتواں ہوکر
میاں محمود احمد قدرت ثانیِ احمد ہے
فدائے دیں یہی مصلح ہوا ہے نوجواں ہوکر
بتاؤ کس کی جرأت ہے کہ جو اسکے مقابل میں
سرِ میداں نکل آئے ذراہ و پہلواں ہوکر
یہ ان فضلوں کا جامع ہے جنہیں احمد مسیح لایا
زباں کو تھام لے مت چھیڑ اس کو بدزباں ہوکر
خدا کی ایک سنّت ہے کہ جو ہرگز نہیں ٹلتی
کہ وہ پاکوں کا حامی ہے رہے گا مہرباں ہوکر
سنو اور سن کے ایم اے کی جماعت میں یہ کہہ دینا
مسیحا کہہ گئے ہیں احمدِ آخر زماں ہوکر

"کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو"

(تحفہ قادیان صفحہ ۸ تا ۱۰)

تازہ آسمانی پیغام

اس پُر جلال کلام نے جادو کا سا اثر دکھلایا اور حاضرین پر ایک وجد کی کیفیت طاری کر دی۔ ازاں بعد سٹیج سے یہ خوشخبری سنائی گئی کہ ابھی ایک تازہ آسمانی پیغام پڑھا جائے گا۔ سب مخلصینِ خلافت اپنی نشست پر پوری دلجمعی سے تشریف فرما ہو جائیں۔ یہ سنتے ہی پوری مجلس میں خوش و مسرّت کی زبردست لہر دوڑ گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا تازہ آسمانی پیغام حسب ذیل روح پرور الفاظ میں تھا۔ جو مستقبل میں ایک اہم سنگ میل ثابت ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے تحریک احمدیت کا آسمانی ادب نئے سے نئے تابناک ستاروں سے جگمگا اٹھا۔ فرمایا:

"مجھے رویاء میں بتایا گیا ہے کہ قوم کی زندگی کی علامتوں میں سے ایک علامت شعر گوئی بھی ہے۔ اور میں اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم شعر کہا کرو۔ یہی وجہ ہے کہ سالانہ جلسہ پر نظمیں پڑھنے کے لئے بھی وقت رکھا جاتا ہے۔ تو میں نظم کو پسند کرتا ہوں...... اور رویاء میں مجھے بتایا گیا ہے کہ اپنی جماعت کے لوگوں کو شعر کہنے کی تحریک کروں۔ مگر انہی باتوں کی وجہ سے مجھے یہ بات سخت ناپسند ہے کہ اشعار ایسے طریق سے پڑھے جائیں کہ زبان خراب ہو۔ ہمیں اس بات کے لئے بڑی غیرت رکھنا چاہیے کہ ہماری

ملکی زبان خراب نہ ہو...... چونکہ کوئی زبان صحیح طور پر بغیر سیکھے نہیں آسکتی اس لئے تمہارا بھی فرض ہے کہ اردو سیکھنے کے لئے خاص کوشش کرو اور عربی و انگریزی جن کا سیکھنا ضروری ہے ان کے ساتھ ہی اردو بھی سیکھو......دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں مخالفین جب کوئی جواب نہ رکھتے اور آپ کے دلائل کی تردید بھی نہ کرسکتے تو کہتے کہ ان کی زبان میں جادو ہے۔ واقعہ میں انبیاء کو جو زبان دی جاتی ہے وہ خاص اور معجزہ کے طور پر ہوتی ہے۔ تو تمہارے لئے اردو سیکھنا بھی بہت ضروری ہے۔"

(الفضل ۱۲ جون ۱۹۱۹ء صفحہ ۴، خطاب ۳۱ مئی ۱۹۱۹ء بتقریب آمد حضرت سیّد ولی اللہ شاہ صاحب مجاہد بلادِ عربیہ)

تیسری نشست

حضرت ڈاکٹر سیّد میر محمد اسماعیل صاحب دہلویؓ

(حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم کے مقدّس بھائی۔ یکے از رفقاء کبار ۳۱۳ نمبر ۰۷۔ ضمیمہ انجام آتھم۔ سیّدنا مسیح موعود کے بے مثال عاشق اور علم الابدان اور علم الادیان کے جامع اور پیکر تصوّف۔ ''بخارِ دل'' آپ کے عارفانہ کلام کا نہایت ایمان افروز مجموعہ ہے جس سے آپ کے فانی فی اللہ ہونے کی خوب عکّاسی ہوتی ہے۔ یہ نظم حضرت مصلح موعود کی سفر یورپ ۱۹۲۴ء سے کامیاب مراجعت پر سپردِ قلم ہوئی اور مجمع عام میں سیّد عبد الغفور صاحب ابن حضرت میر مہدی حسن مجاہد ایران نے خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔)

شکر صد شکر ! جماعت کا اِمام آتا ہے
للہ الحمد! کہ بانیلِ مرام آتا ہے

زیبِ دستار کیے فتح و ظفر کا سہرا
ولیم کنکرر اور فاتح شام آتا ہے

مغربُ الشمّس کے ملکوں کو منوّر کر کے
اپنے مرکز کی طرف ماہ تمام آتا ہے

پاس مینارِ دمشقی کے بصد جاہ و جلال
ہو کے نازل یہ مسیحا کا غلام آتا ہے

مرحبا! ہو گئی لندن میں وہ (بیت) تعمیر
جس کی دیوار پہ محمود کا نام آتا ہے

سچ بتانا تم ہی اے مدّعیانِ ایماں
کون ہے آج جو اسلام کے کام آتا ہے
عظمتِ سلسلہ قائم ہوئی اس کے دم سے
خُوب پُہنچانا اسے حق کا پیام آتا ہے
آج سورج نکل آیا یہ کدھر مغرب سے
ہم سمجھتے تھے کہ مشرق سے مدام آتا ہے
مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید
کہ زِ انفاسِ خوشش بوئے کسے می آید
قادیاں! تجھ کو مبارک ہو وُرُودِ محمود
دیکھ لے! دیکھ لے! شاہنشہِ خُوباں ہے وہی
آج رونق ہے عجب کوچہ و برزن میں ترے
بادہ خواروں کے لئے عیش کا ساماں ہے وہی
رشک تجھ پر نہ کرے چرخِ چہارم کیونکر
طورِ سینا پہ ترے جلوۂ فاراں ہے وہی
آمدِ فخرِ رُسل حضرتِ احمد کا نزول
دونوں آئینوں میں عکسِ رخِ جاناں ہے وہی
زِ آتشِ وادیٔ ایمن نہ منم خرّم و بس
موسیٰ ایں جا بامید قبسے می آید
آپ وہ ہیں جنہیں سب راہ نما کہتے ہیں
اہل دل کہتے ہیں اور اہلِ دعا کہتے ہیں
آپ کو حق نے کہا ”سخت زکی“ اور ”فہیم“
”مظہر حق و علیٰ ۔ ظِلِّ خدا“ کہتے ہیں

رستگاری کا سبب آپ ہیں قوموں کیلئے
ہر مصیبت کی تمہیں لوگ دوا کہتے ہیں

آپ وہ ہیں کہ جنہیں ''فخر رُسل'' کا ہے خطاب
دیکھنے والے جب ہی صلِّ علیٰ کہتے ہیں

استجابت کے کرشمے ہوئے مشہورِ جہاں
آپ کے در کو درِ فیض و عطا کہتے ہیں

میں بھی سائل ہوں طلبگار ہوں اک مطلب کا
کوئے احمدؑ کا لوگ مجھے گدا کہتے ہیں

میری اک عرض ہے اور عرض بھی مشکل ہے بہت
دیکھئے آپ بھی اسے سن کر کیا کہتے ہیں

جس کی فرقت میں تڑپتا ہوں ، وہ کچھ رحم کرے
یعنی مِل جائے مجھے جس کو خدا کہتے ہیں

(الفضل ۲۵ نومبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۲)

حضرت ڈاکٹر منظور احمد صاحب منظورؔ بھیروی

ابن حضرت مولانا محمد دلپذیر بھیروی صاحب

(سال بیعت ۱۹۰۸ء۔ ۱۹۴۷ کے پُرفتن ایّام میں مرکز احمدیت قادیان کو الوداع کہہ کر سلانوالی ضلع سرگودہا میں مقیم ہوگئے۔ نظم برائے سلور جوبلی خلافت احمدیہ ۱۹۳۹ء)

میرے مہدی کا جگر پارا پیارا محمود
میرا محمود، میری آنکھوں کا تارا محمود

اس کے ہی قدموں میں اب پائیں گی قومیں برکت
بے نواؤں کا ، غریبوں کا ، سہارا محمود

احمدی اٹھ ذرا دنیا میں منادی کر دے
آج بے چاروں کا ایک ہی چارا محمود
وہ حقارت سے جسے بچہ کہا کرتے تھے
آئیں اب دیکھیں ذرا آ کے ہمارا محمود
کاش کہتا کوئی منظور مجھے بھی آ کر
یاد کرتا ہے تمہیں آج تمہارا محمود

(الحکم دسمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۴۷)

حضرت منشی محمد حسن رہتاسی صاحب
ابن حضرت منشی گلاب دین خان صاحب رہتاسی

(سال بیعت ۱۸۹۵ء۔ رفیق ابن رفیق اور شاعر بن شاعر۔ پاکستان بننے کے بعد مسجد فضل لائل پور میں بود و باش کر لی اور یہیں انتقال کیا۔ آپ کے والد کا نام حضرت مسیح موعودؑ نے تین سو تیرہ اصحاب کی فہرست میں نمبر ۳۴ پر تحریر فرمایا ہے)

۱۔ زندگی قرآن پر ہو موت بھی قرآن پر
مومنوں کا ہے یہی لبّ لبابِ زندگی
درسِ قرآں دے رہے تھے جب امیر المومنیں
اور تھے خدّام بھی کھولے نصابِ زندگی
طبعِ رنگیں میں سرور آیا تو بول اٹھے حسن
چھیڑتے ہیں یوں خدا والے ربابِ زندگی

(کلام حسن رہتاسی صفحہ ۳۸۔۳۹ مرتب ڈاکٹر نذیر احمد ریاض مرحوم مطبوعہ نور آرٹ پریس راولپنڈی)

۲۔ اے امیر المومنیں فضلِ عمر ، فرّخ تبار
دیدہ و در پہ ترے نورِ خلافت آشکار

پر تجھے ابنائے ظلمت دیکھ سکتے کس طرح
از دو چشم شپّراں ، پنہاں نُورِ نصف النہار

(ایضاً صفحہ ۱۲۰)

حضرت خان ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر رامپوری، شاگرد داغ دہلوی

(بیعت ۱۹۰۰ء۔ وفات ۲۶ فروری ۱۹۵۴ء بعمر ۸۵ سال۔ برٹش انڈیا کے شہرہ آفاق علی برادران کے برادرِ اکبر۔ والدِ بزرگوار حضرت مولانا عبدالمالک خاں صاحب مرحوم ناظر اصلاح وارشاد ربوہ۔ نذرانہ عقیدت بحضور حضرت مصلح موعود)

نہ مانا جس نے تجھ کو پھر خدا کو اس نے کیا مانا
زہے قسمت جنہوں نے تجھ کو سمجھا تجھ کو پہچانا
عُدو محروم تیرے فیضِ صحبت سے نہ کیوں رہتے
مگس کی یہ کہاں قسمت کہ پائے سوزِ پروانا
خدا کی نصرتیں دن رات تیرے ساتھ رہتی ہیں
نشاں کافی ہیں یہ انکے لئے جو خود ہیں فرزانا
ترقّیات تیرے عہدِ زرّیں کی نمایاں ہیں
انہیں گر دیکھ سکتی ہے تو دیکھے چشمِ کورانا
سیادت نے تری بخشا ہے ہم کو رُتبۂ عالی
حقیقت بیں نگاہوں نے اسے سمجھا اسے جانا
بنا ہے مرجعِ اہلِ خرد یہ تیرے ہی دم سے
ضروری جانتے ہیں غیر بھی اب تو یہاں آنا
خدا کا فضل اے فضلِ عمر تجھ سے ہے وابستہ
زبانِ بحر و برّ پر احمدیت کا ہے افسانا

بہارِ بے خزاں تیری خلافت کا زمانہ ہے
اجاڑا جائے گا چاہے گا جو اس کا اُجڑ جانا
عروجِ احمدیت گرچہ تقدیرِ الٰہی ہے
ضروری ہے مگر احکام کا تیرے بجالانا
تیری تدبیروں سے شیرازہ بندی ہے جماعت کی
تیری طاعت سے وابستہ ترقّیات کا پانا
اٹھو اے نوجوانو ! آوٴ قربانی کے میداں میں
دکھاوٴ ہمّتِ مردانہ اور شانِ دلیرانہ
متاعِ دنیوی پر اہلِ دنیا جان دیتے ہیں
تمہارا ہو خدا ہی کے لئے جینا کہ مرجانا
تمہیں محمّود سا سالارِ غازی حق نے بخشا ہے
فتح مندی یقینی ہے مصائب سے نہ گھبرانا

(کلام گوہر صفحہ ۶۴۔۶۵ مرتبہ پروفیسر حبیب اللہ خاں صاحب دسمبر ۱۹۹۱ء)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی قدسی

(بیعت ۱۸۹۷ء۔ سلسلہ احمدیہ کے صاحب کشف والہام بزرگ، عالم، صوفی اور مناظر جنہیں عہد حاضر کا ابن عربی کہا جائے تو ہرگز مبالغہ نہ ہوگا۔ وصیّت نامہ مرقومہ ۱۲ مئی ۱۹۵۱ء)

سارے ہی احمد نبی پر ہوں نثار
آلِ احمد سے رہے سب کا پیار
آلِ احمد سے محبتِ جاوداں
ہے ہدایت اور ایماں کا نشاں

جب جماعت میں کبھی ہو اختلاف
میرے بچّو مجھ سے سُن لو صاف صاف

آلِ احمد سے وہ مل جائیں سبھی
اس سے گمراہی نہ پائیں گے کبھی

ہے یہی میری وصیّت آخری
ہے عمل کرنا اسی پر بہتری

یاد رکھنا تفرقہ جب ہو عیاں
ہے خلافت ہی ہدایت کا نشاں

آلِ احمد اور خلافت ہو جدھر
سب میری اولاد ہو جائے اُدھر

ہے ہدایت کا یہی معیار ایک
میرے پیارے اس سے ہونگے پاک و نیک

ہوتا ہوں رخصت پیارو آپ سے
یاد رکھنا بات اپنے باپ سے

(حیات قدسی حصّہ سوم اشاعت جنوری ۱۹۵۱ء صفحہ ۷۹)

چوتھی نشست

اس نشست کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ یہ سیدنا حضرت مسیح الزماں کی موعود و مبشر دختر اور ''خنساءِ وقت'' حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے پُر معارف کلام کے لئے مخصوص تھی۔ اس تقریب سعید میں حضرت سیّدہ کی حسب ذیل دو نظمیں خوش الحانی سے پڑھی گئیں جنہوں نے سامعین میں خلافت سے والہانہ عشق و فدائیت کی نئی بجلیاں بھر دیں اور اطاعتِ امام کی برقی لہریں دوڑا دیں۔

پہلی نظم

خدا کا فضل ہے اُس کی عطا ہے
محمدؐ کے وسیلے سے ملا ہے

''مبارک'' تھا یہ امّ المؤمنیں کا
ہوا مقبول ربُّ العالمیں کا

نویدِ احمدؑ و تنویرِ محمود
یہ موعود ابنِ موعودؓ ابن موعودؑ

(برموقعہ قیام خلافت ثالثہ ۸ نومبر ۱۹۶۵ء)

دوسری نظم

خلیفہ خدا نے جو تم کو دیا ہے
عطاءِ الٰہی ہے فضلِ خدا ہے

یہ مولا کا اِک خاص احسان ہے
وجود اس کا خود اس کی بُرھان ہے

خلیفہ بھی ہے اور موعود بھی
مبارک بھی ہے اور محمود بھی

لبوں پر ترانہ ہے محمود کا
زمانہ ، زمانہ ہے محمود کا

(الفضل ۱۴ اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۱)

پانچویں نشست

مہمانِ خصوصی حضرت ماسٹر چوہدری علی محمد سروؔر صاحب

آج مشاعرہ کی آخری نشست کا انعقاد عمل میں آیا۔ مہمان خصوصی حضرت چوہدری علی محمد سروؔر صاحب بی اے بی ٹی لدھیانوی سابق ایڈیٹر ریویو آف ریلجنز انگریزی ربوہ تھے (آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کے پاک گروہ کے آخری شاعر ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ وفات ۱۳/۱۴ دسمبر ۱۹۷۸ء) صدر محفل نے بتایا کہ حضرت سروؔر کے شعری کلام میں خلفاء مسیح موعودؑ کے انقلاب انگیز سفر افریقہ کی محیّر العقول برکات پر روشنی ڈالی گئی ہے بالخصوص شاہ خلافت امام ہمام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ سفر افریقہ کے عظیم الشان برکات اور شاہانہ اور ہمہ گیر اثرات کا تو ایسا نقشہ کھینچا گیا ہے جیسا کہ انہوں نے اسے خود اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا ہو۔ بہر حال وہ نظم یہ تھی۔

وارثِ تختِ خلافت اے امیر المومنیں
قدرتِ ثانی کے مظہر اے امام المتقیں

صد مبارک اے شہِ لولاک کے قائم مقام
شادمانی کامرانی در رہِ دینِ متیں

جان و مال و آبرو اور دیدہ و دل فرشِ راہ
فاتحِ اقوامِ سُود ، اے رہبر دینِ متیں

اہلِ افریقہ کے دل تو نے منوّر کر دیئے
اے مسیح و مہدی دَوراں کے مسند نشیں

اک اشارے میں ہزاروں کے لئے دل، ہاتھ میں
ہو مبارک ، صد مبارک تجھ کو یہ فتحِ مبیں

ایکہ آئی فاتحانہ سوئے ما با عزّ و شاں
ہدیۂ تبریک پیش است از من و جملہ جہاں

ایکہ تیری ذات ہے سَرچشمۂ جود وکرم
ہیں تیرے ممنونِ احساں کیا عرب اور کیا عجم

ہے تیری ذاتِ گرامی معدنِ اسرارِ دیں
فیض کیوں پائیں نہ تجھ سے آج شاہانِ عجم

ہے سراسر یہ کرامت ، تیرے قدموں کے طفیل
بن رہا ہے دشتِ افریقہ بھی گلزارِ ارم

آج افریقہ میں وہ شانِ صلیبی ہے کہاں
اَب تو بحر وبَر میں لہراتا ہے اسلامی علَم

ہورہے ہیں سر نگوں جھنڈے مسیحی قوم کے
ایسے اکھڑے ہیں کہ جمتے ہی نہیں انکے قدم

طارقِ اوّل بڑھا الرّیف سے تھا سوئے عرب
نائیجر نے فاتحِ سوڈان کے چومے قدم

تو ہے محبوبِ الٰہی تو ہے فخر اولیاء
چہرۂ پُرنور پر نُورِ سماوی کی قسم

جملہ خوبانِ جہاں را کردہٗ زیرِ قدم
مژدہ بادت اے شہ خوباں وائے ترک عجم

کس قدر روشن ہے آلِ حام مستقبل ترا
ہے چمک تیرے مقدّر کی ثریّا سے سِوا

مل گئی تجھ کو رہائی ظالموں کی قوم سے
کس قدر تجھ پر ہوا ہے مہرباں تیرا خدا

عرش سے دیکھا جو اُس نے تیرے دل کا اضطراب
تجھ کو آزادی کی نعمت سے شناسا کردیا

اس سے بھی بڑھ کر ہوا فضلِ الٰہی یہ کہ اب
دولتِ ایماں سے تیرا دامنِ دل بھر دیا

تو مسیحِ وقت کے دامن سے وابستہ ہوئی
یوں کہو تیرا قدم اَوجِ فلک پر جا پڑا

بخت پر نازاں ہو اپنے آج تُو قومِ بلالؓ
پی رہی ہے سرمدی چشمے سے تو آبِ بقا

ہے مقدّر احمدیت کی ترقی بالیقیں
تیرا حصّہ بھی خدا نے اس میں وافر رکھ دیا

ہو مبارک ۔ صد مبارک تجھ کو اے قومِ بلالؓ
چودھویں کا چاند بن جانے کو ہے تیرا ہلال

(الفرقان مئی ۱۹۷۲ء صفحہ ۳۱)

جشن جوبلی پر حضرت اکملؔ کا تہنیتی کلام

یہ بصیرت افروز نظم نہایت ترنّم سے پڑھی گئی اور جونہی ختم ہوئی سٹیج پر دو ننھے منے پیارے احمدی بچے دکھلائی دیئے جو رنگین لباس میں ملبوس تھے اور انہوں نے حضرت قاضی ظہور الدین اکملؔ صاحب کا یہ نغمہ دلنواز الفاظ میں پڑھا:-

مبارک اے جماعت احمدی ہو
مبارک یہ خلافت جوبلی ہو

بڑھے آتے ہیں ہر طرف سے
کہ جوں ارضِ حرم تیری گلی ہو

مسرّت کی ہوائیں چل رہی ہیں
شگفتہ اس چمن کی ہر کلی ہو

(الحکم جوبلی نمبر دسمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۱۲)

ہر شعر پر ''سو مبارک'' کے الفاظ زبانوں پر جاری ہو گئے جس نے محفل میں زبردست ارتعاش پیدا کر دیا۔

اس دلکش ماحول میں تین اور نونہالانِ احمدیت نمودار ہوئے جنہوں نے شاہ مدنی کے پُر شوکت السلام علیکم سے سب کو متوجّہ کر لیا۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان کو تاکیدی وصیت فرمائی ہے کہ جب مہدی آئے تو خواہ تجھے گھٹنوں کے بل جانا پڑے اس کے حضور جا کر بیعت کرنا اور میرا سلام کہنا۔)

ازاں بعد حضرت اکملؔ ہی کی یہ نظم کچھ ایسے ولولۂ ذوق وشوق اور پُر جوش لب ولہجہ میں پڑھی گئی کہ پوری فضا اللہ اکبر، اسلام احمدیت، غلام احمد کی جے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس، ارض بلال اور جماعت احمدیہ غانا زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔

اس موقع پر جماعت احمدیہ غانا کے حق میں جو پُرجوش نعرے لگائے گئے انہوں نے ایسا سماں باندھ دیا جس کی یاد زمانہ کبھی محو نہیں کر سکے گا۔ ؎

او چو برکس مہربانی مے کند
از زمینی آسمانی مے کند

(ترجمہ: اللہ جلّشانہٗ جب کسی پر مہربانی کرتا ہے تو اسے زمینی سے آسمانی بنا دیتا ہے)

(دُرِّثمین)

وہ دن نزدیک ہے اپنی دعائیں رنگ لائیں گی
ہمارا ذاکرِ قرآن ہی صاحبقراں ہو گا
شمارِ خلق پر ہم ابرِ رحمت بن کے چھائیں گے
جدھر برسیں گے، کُھل کر بوستاں ہی بوستاں ہو گا
طفیلِ احمدِ مختار ۔ یہ ایمان ہے اپنا
"ہماری ہی زمیں ہو گی ہمارا آسماں ہو گا"
نظر آئیں گے ہم نغمہ سرا گلزارِ احمد میں
نہ کچھ اندیشۂ صیّاد نے فکرِ زیاں ہو گا
فساد وفتنہ ۔ شور وشر سے جب گھبرائے گی دُنیا
تو یہ مرکز ہمارا قادیاں ۔ دارُالاماں ہو گا
خلافت جوبلی اے بھائیو۔ بہنو! مبارک ہو
یہ دورِ خُسروی تا دیر ہم پر حکمراں ہو گا
خدا کی بادشاہت میں جو امن وچین پائیں گے
زبانوں پر نہ کچھ بھی شکوۂ جورِ بُتاں ہو گا
بہ فیضِ احمدیّت نیکی ہی نیکی جو پھیلے گی
ہر آدم زاد خاکی پر فرشتوں کا گماں ہو گا

عجب توحید کی سرسبز کھیتی لہلہائے گی
بروزِ مصطفٰی کے فیض کا چشمہ رواں ہو گا

خواتینِ جماعت سے مبارک صد مبارک ہو
نظامِ احمدی میں ان کا حصّہ بھی عیاں ہو گا

جو بچّے پا رہے ہیں پرورش آج انکی گودوں میں
علَم بردارِ اسلامی انہی سے ہر جواں ہو گا

ہمارے ساقیٔ کوثر لبا لب جام بخشیں گے
خراب وخستہ حال اکمل بھی خوش نغمہ خواں ہوں گے

(الفضل ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ جوبلی نمبر صفحہ ۳۰)

صدر مجلس کا اختتامی خطاب

آخر میں صدر مجلس نے فرمایا الله الحمد کہ اس نے اپنے خاص فضل اور اعجازی شان سے اس یادگار مشاعرہ کو ہر لحاظ سے کامیابی بخشی۔ خلافت کے آفاقی نظام کا وعدہ ربّ العرش نے فرمایا اور خصوصاً آخرین میں مسیح موعودؑ کے بعد دوبارہ اس کے قیام کی نہ صرف خوشخبری دی بلکہ خلفاء کے لئے یہ دعا کی۔

" اللّٰھم ارحم خلفاء ی الذین یاتون من بعدی. الذین یروون احادیثی وسنّتی و یعلّمونھا الناس " (جامع الصغیر للسیّوطیؒ)

"اے میرے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما، جو میرے بعد آئیں گے اور میری احادیث اور میری سنت بیان کریں گے اور اس کی تعلیم کُل عالم کو دیں گے"۔

غلامانِ مسیح محمدی اور شمعِ خلافت کے پروانو!! ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم بھی اپنے نبی نبیوں کے سردار محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مقبول دعا کی برکتوں سے فیضیاب ہونے کے لئے اجتماعی دعا کریں۔ تا خالقِ کائنات کی یہ نعمتِ عظمٰی قیامت تک ہم پر سایہ فگن رہے۔ آمین میرے پیارے بھائیو! آیئے ہم ربّ کریم کے حضور رونے والی آنکھ پیش کر

کے سورۃ فاتحہ کے بعد درود شریف پڑھیں اور قطعی طور پر یقین رکھیں کہ ہمارے محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس زمانہ میں آل محمد کے اوّلین مصداق اور اسلامی افواج کے عالمگیر روحانی قافلہ سالار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دل و جان سے پیارے آقا کو صحت و سلامتی کے ساتھ فتوحاتِ نمایاں سے معمور، عمرِ خضر عطا کرے اور یہ انقلاب عالم حضور ہی کے عہد مبارک میں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ماسکو، لنڈن یا نیویارک کی بجائے مکّہ معظّمہ حقیقی معنوں میں دنیا بھر کا فعّال مرکز بن جائے اور قرآن کو عالمی دستورِ حیات تسلیم کیا جائے اور خدا کا خلیفۂ برحق براہ راست میدانِ عرفات سے اقوامِ عالم سے خطاب کر کے ان پر لا الہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ کا سکّہ بٹھا دے اور ساری دنیا اسی طرح توحید سے بھر جائے جس طرح آسمان لاتعداد ستاروں سے بھرا ہوا ہے اور سمندر پانی کے قطرات سے پُر ہے۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری عمر اپنے مولیٰ سے یہ دعا کرتے رہے۔

میرے آنسو اس غمِ دل سوز سے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویران ہے دنیا کے ہیں عالی منار
دل نکل جاتا ہے قابو سے یہ مشکل دیکھ کر
اے میری جاں کی پنہ فوجِ ملائک کو اتار

نئے ارض وسماء

ان مختصر مگر دل سے نکلے ہوئے پُر خلوص کلمات نے ہر دل میں ایک زلزلہ سا بپا کر دیا جس کے بعد اس تضرع، ابتہال، آہ و بکاء اور گریۂ وزاری سے اجتماعی دعا ہوئی گویا عرش کے پائے بھی لرز گئے، فرشتے بھی کانپ اٹھے اور ربّ جلیل بھی زمین پر آ گیا تا محمد رسول اللہ کی حکومت دوبارہ دنیا میں قائم کر دی جائے۔

اب ہجومِ عاشقاں پنڈال سے باہر آیا تا پہلی گزرگاہ سے گھروں تک پہنچے لیکن کیا دیکھتے ہیں کہ پہلا رستہ سرے سے غائب ہے اور اسکی بجائے ایک نئی زمین اور نیا آسمان

جلوہ گر ہے۔ جہاں ہر طرف طیور ابراہیمی " الصّلوٰۃ معراج المومنین " کے چھوٹے چھوٹے رنگین قطعات اپنی چونچوں میں لئے ہر عاشقِ رسول کو تحفۃً پیش کر رہے ہیں۔ سامنے سنگِ مرمر کا ایک شاہ نشین ہے جس کے اطراف میں اونچی سطح پر تین قد آدم بورڈ آویزاں ہیں۔ ایک بورڈ پر یہ حدیث جلی حروف میں درج ہے کہ

" الفردوس ربوۃ الجنۃ " (کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۴۵۶)

یعنی فردوس جنت کا ربوہ ہے (یہ کتاب ۱۹۸۴ء کے بدنام زمانہ آرڈیننس کے ایک سال بعد ۱۹۸۵ء میں بیروت سے شائع ہوئی) دوسرا بڑا بورڈ اس فرمان رسولؐ سے مزیّن تھا کہ جنت میں موتیوں کا ایک خیمہ ہوگا جو ساٹھ میلوں میں پھیلا ہوا ہوگا جسے صرف آخرین ہی دیکھیں گے۔ (ایضاً صفحہ ۴۵۸)

خیمہ کے باہر غانا، بینن اور نائیجیریا اور ارض بلالؓ کے کئی احمدی نظر آئے جن کے چہرے بظاہر سیاہ مگر باطن چاند سورج کی طرح چمک رہے تھے۔ میں حیرت زدہ رہ گیا کہ احمدیوں میں سے صرف افریقن ہی کو یہ اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ یکا یک بجلی کی طرح دماغ میں رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک حدیث آ گئی کہ " من ادخل بیتہ حبشیا او حبشیۃً ادخل اللہ بیتہٗ برکۃ " (کنوز الحقائق للعلاّمہ حافظ حضرت امام مناوی) یعنی جس نے اپنے گھر میں کسی افریقن مرد یا عورت کو (رضا الٰہی کی خاطر) جگہ دی۔ خدا اس کے مکان کو بھی متبرک بنا دے گا۔

تیسرے بورڈ پر یہ حدیث نبوی نقش تھی۔

" افتتحتِ المدینۃ بالقرآن " (جامع الصغیر للسیّوطی)

یعنی مدینہ قرآن سے فتح ہوا۔

شاہ نشین سے کچھ فاصلہ پر ایک نہایت پُرشکوہ اور سر بفلک مینار دعوتِ نظارہ دے رہا تھا۔ مینار کے دروازہ کی پیشانی پر مسیحِ محمدی کا یہ مقدس پیغام زرّیں الفاظ میں کندہ تھا۔ " خوب یاد رکھو دعا وہ ہتھیار ہے جو اس زمانہ کی فتح کے لئے مجھے آسمان سے

دیا گیا ہے لہٰذا اے میرے دوستوں کی جماعت تم صرف اسی حربے سے غالب آسکتے ہو" (ترجمہ تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۸۷)

یہ پیغام صورِ اسرافیل تھا جسے پڑھتے ہی ہر زائر میں زندگی کی ایک نئی برقی رَو دوڑ گئی۔ میں ابھی اسے دل کی آنکھوں سے پڑھ ہی رہا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے عرشِ معلّیٰ سے عشّاقِ خاتم النبیین کے بہت سے شاہی تخت اترے ہیں جن میں سب سے اونچا تخت کاسرِ صلیب مسیح الزمان مہدی دوران کا تھا۔ ایوان خلافت کا یہ خادمِ در تصویرِ حیرت بنے اور دم بخود ہو کر اس روح پرور نظّارے سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ اچانک میری آنکھ کھل گئی اور ساتھ ہی خیال آیا کہ فوری طور پر مجھے تذکرہ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ حسنِ اتفاق سے "تذکرہ" کا ربوہ سے چھپا ہوا تازہ ترین ایڈیشن ساتھ ہی میز پر رکھا تھا میں نے اسکی ورق گردانی شروع کی تو ابتدا ہی میں میرے سامنے ۲۷ اگست ۱۸۹۹ء کا یہ پُرشوکت الہام آگیا۔:

"خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے اور تیرے نام کی خوب چمک آفاق میں دکھاوے..... آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔"

(الحکم ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۵ کالم ۳ مکتوب حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی)

نظامِ خلافت اور مقامِ محمود کی تجلّیات

عالمِ تخیّل کے مشاعرہ مئی ۲۰۰۸ء کی روداد اختتام کو پہنچی۔ اب حرفِ آخر کے طور پر مجھے یہ کہنا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس حیرت انگیز وحی نے مجھے اسلام کے زندہ مذہب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ نبی ہونے پر ایک زندہ ایمان بخشا کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح محمدی کو چار بار "نبی اللہ" کے خطاب سے نوازا

اور امتِ محمدیہ کے پاک نفس بزرگوں کو اس موعودِ اقوام عالم کی نسبت قبل از وقت اطّلاع دی گئی۔

چنانچہ حضرت شیخ عبدالرزّاق قاشانی تحریر فرماتے ہیں۔

" المهدی الذی یجئی فی اٰخرِ الزمان فانهٗ یکون فی الأحکام الشرعیة تابعاً لمحمدٍ ﷺ وفی المعارف والعلوم والحقیقةِ تکون جمیع الانبیاء والاولیاء تابعین لهٗ کلّهم ولا یناقض ما ذکرناه لأنَّ باطنهٗ باطن محمد علیه السلام ولهذا قیل انهٗ حسنة من حسنات سیّد المرسلین ."

ترجمہ: مہدی آخر الزمان احکامِ شریعت میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوگا، لیکن معارف، علوم اور حقیقت میں تمام انبیاء اور اولیاء اُس کے تابع ہونگے کیونکہ اس کا باطن خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہوگا۔ اور اسی لیے اسے سیّد المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان نعمت و برکت قرار دیا گیا ہے۔

(شرح القاشانی علی فصوص الحکم الاستاذ الاکبر الشیخ محی الدین بن العربی صفحہ ۳۵ طبع مصر ۱۳۲۱ھ)

مغلیہ عہد حکومت میں حضرت ناسخ دہلوی کا شمار شعر و سخن کے تاجداروں میں ہوتا ہے۔ آپ کی وفات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ولادت سے قریباً دو برس قبل ہوئی۔ آپ نے امام مہدی کی منقبت اور مدحت میں ارشاد فرمایا۔

دیکھ کر اس کو کریں گے لوگ رجعت کا گماں
یوں کہیں گے معجزے سے مصطفیٰ پیدا ہوا

کیا سلیماں اور کیا مُہرِ سلیماں دوستو
خاتَمِ ختم نبوت کا نگیں پیدا ہوا

(دیوان ناسخ جلد ۲ صفحہ ۵۴۔۵۵ مطبع نولکشور ۱۹۲۳ء)

اسی طرح مشہور عالم ہسپانوی مفسّر اور صاحب کشف والہام صوفی حضرت محی الدین ابن عربی (متوفّٰی ۱۲۴۰ء) اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ مقام محمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ختم الولایت ہے جس کا ظہور مہدی علیہ السلام سے ہوگا۔

''ھو مقام ختم الولایة بظھور المھدی''

(تفسیر ابن عربی جلد ا صفحہ ۷۲۸ مطبوعہ بیروت۔۱۹۸۱ء)

صدیوں قبل کے اس حیرت انگیز انکشاف سے صاف کھل گیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کے مطابق مسیح موعودؑ کی بدولت قائم ہونے والا نظامِ خلافت (آخرین کا نظامِ خلافت) آفتابِ محمدیت کے مقام محمود کا انعکاسِ کامل یعنی بدر کامل ہے جس کے ذریعہ یہ دنیا جسے عدوّان محمدؐ نے ظلمت کدہ بنا رکھا ہے خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و برکات سے بقعہ نور بن جائے گی۔ اور تمام مشرقی و مغربی اور اسود و ابیض اقوام عالم شہنشاہِ نبوت کے قدموں میں جمع ہو جائیں گی اور یہ سب کچھ ربّ محمدؐ کے آسمانی اسباب اور خلافت کے عشاق کی قربانیوں اور دعاؤں اور عمل سے رونما ہوگا۔ انشاء اللہ۔

خدا خود میرِ سامانِ خلافت ہے
جو دنیا ساری میدانِ خلافت ہے
ضیاء افگن ہے تا اکنافِ عالم
کہ جو بدرِ درخشانِ خلافت ہے
گلِ سرسبز باغِ احمدیت
بہارِ بے خزاں آنِ خلافت ہے

(نغمہ اکمل صفحہ ۵۲۲)

اے مسیحا کے خلیفہ پیارے مرزا کے رشید
مہدیٔ صاحبقراں موعود عیسیٰ کے رشید
والا نشاں کے نام لیوا کے رشید
میرے آقا کے رشید میرے مولا کے رشید
رنگ سلطان القلم ہے آپ کی تحریر میں
ہے اک اعجازِ مسیحا آپ کی تقریر میں
آپ کے چہرہ سے ہے نجمِ سعادت آشکار
آپ کے رُوئے مبارک سے نجابت آشکار
خال و خط سے آپ کے نقشِ ولایت آشکار
تیوروں سے آپ کے نورِ نبوت آشکار

(کلام حضرت محمد نواب خاں صاحب ثاقبؔ مالیرکوٹلوی میرزاخانی)